72338 ـ عزت لوٹنے اور دست درازی کرنے کا حکم

سوال

عورت کی عزت لوٹنے کا شرعی حکم کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

الاغتصاب كا معنى:

كسى چيز كو ظلم اور زبردستى لينے كو عربى ميں اغتصاب كا نام ديا جاتا ہے، اور اس وقت يہ اصطلاع عورتوں كى زبردستى عزت لوٹنے ميں استعمال ہوتى ہے.

يہ ايك ايسا جرم ہے جو سب شريعتوں ميں قبيح اور حرام ہے، اور سب عقل و داش اور فطرت سليمہ ركھنے والے اسے حرام اور قبيح ہى گردانتے ہيں، اور اسى طرح سب زمينى قوانين اور نظاموں ميں بھى يہ جرم قبيح اور شنيع شمار ہوتا ہے، اور اس كے نتيجہ ميں سخت سے سخت سزا دى جاتى ہے، ليكن كچھ ملكوں ميں يہ سزا اس صورت ميں معاف ہو جاتى ہے جب دست درازى كى قربانى بننے والى عورت سے شادى كر لى جائے! اور يہ نظام اور قانون اللہ تعالى كے قوانين اور نظام كے مخالف قانون اور نظام بنانے والوں ميں قلت دين يا دين بالكل نہ ہونے اور فطرت كے خلاف فطرت كے الٹا پن، اور خلل عقل كى دليل ہے.

ہم نہيں جانتے كہ جلاد اور اس كى قربانى بننے والى عورت كے مابين كونسى محبت و مودت ہوگى، اور خاص كر اس دست درازى اور عزت لوٹنے كے عمل كو نہ تو ايام و ماہ اور سال محو كرينگے، اور نہ ہى اسے زمانہ اور وقت مٹائےگا ـ جيسا كہ كہا جاتا ہے ـ اس ليے جن عورتوں كى عزت لوٹى گئى اور دست درازى كر كے ان كى عزت كو تار تار كيا گيا ان ميں سے بہت سارى خودكشى كرنے كى كوشش كرتى ہيں، اور بہت سارى تو اس ميں كامياب بھى ہوجاتى ہيں، اور يہ ثابت ہو چكا ہے كہ اس طرح كى شادياں ناكام ہو جاتى ہيں، اور دست درازى كرنے والا شخص اس عورت كو ذليل و رسوا ہى كر كے رہى اپنے ساتھ ركھتا ہے.

اور اس شريعت مطہرہ كے لائق تھا كہ اس شنيع اور قبيح فعل كى حرمت ميں، اور اس كى مرتكب افراد كے ليے قابل

عبرت سزا کے متعلق اس کا واضح اور صاف موقف ہو.

اور پھر اسلام نے تو وہ دروازے بھی بند کر دیے ہیں جس کے ذریعہ مجرم اپنے جرم کا ارتکاب کرتا ہے، یورپی سرچ نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ عورتوں پر دست درازی کرنے اور انکی عزت تار تار کرنے والے اکثر افراد مجرم لوگ ہی ہوتے ہیں، اور وہ اپنا یہ شنیع فعل شراب نوشی اور دوسری نشہ آور اشیاء کے نشہ میں دھت ہو کر ہی کرتے ہیں، اور وہ اپنے شکار کو الگ جگہ اکیلا جانے کو فرصت سمجھتے ہیں، یا پھر عورت کا اپنے گھر میں اکیلا رہنا انہیں فرصت اور موقع دیتا ہے.

اور اسی طرح اس ریسرچ اور سروے سے یہ بھی واضح ہوا ہے کہ یہ مجرم قسم کے لوگ جو کچھ ٹی وی چینلوں اور انٹرنیٹ پر دیکھتے ہیں کہ عورت بن سنور کر اور تقریبا بےلباس ہو کر باہر نکلتی ہے، تو یہ سب کچھ انہیں اس جرم کے ارتکاب کا حوصلہ اور جرات دیتا ہے.

شریعت اسلامیہ نے ایسے قوانین بنائے ہیں جن کی بنا پر عورت کی عزت و عصمت اور حیاء محفوظ رہتی ہے، اور وہ قوانین اسے اس کے منافی لباس زیب تن کرنے کی اجازت نہیں دیتے، اور اسے اکیلا اور بغیر محرم سفر کرنے سے بھی منع کرتے ہیں، اور اجنبی اور غیر محرم مرد سے مصافحہ کرنے سے منع کرتے ہیں.

اور پھر شریعت اسلامیہ نے نوجوان لڑکے اور نوجوان لڑکی کی شادی جلد کرنے پر ابھارا ہے، یہ سب کچھ - اور اس کے علاوہ باقی اسلامی قوانین - مجرموں کے لیے اپنا شکار جال میں پھنسانے کے دروازے بند کرتا ہے، اسی لیے جب ہم یہ سنتے یا پڑھتے ہیں کہ اس طرح کے اکثر جرائم فحش معاشرے میں ہوتے ہیں، اور اس معاشرے کے لوگ مسلمان عورتوں سے بھی یہی چاہتے ہیں کہ وہ ترقی میں ان کی طرح ہو جائیں!

چنانچہ مثال کے طور پر امریکہ میں انٹرنیشنل معافی کمیٹی نے (2004 میلادی) کی اپنی سالانہ رپورٹ " عورت کے خلاف سازش بند کرو " کے عنوان میں یہ بیان کیا ہے کہ ہر نوے (90) سیکنڈ یعنی ڈیرھ منٹ میں یہاں ایک عورت کی عزت لوٹی جاتی ہے! تو یہ لوگ کونسی حیاء کی زندگی بسر کر رہے ہیں ؟! اور یہ کونسی ترقی حضارت ہے جسے وہ مسلمان عورتوں میں داخل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ؟!

دوم:

اور شریعت اسلامیہ میں عزت لوٹنے کی سزا یہ ہے کہ:

غاصب اور عزت لوٹنے والے شخص پر زنا کی حد جاری ہوتی ہے، اگر وہ شادی شدہ ہے تو اسے رجم کیا جائیگا، اور اگر وہ شادی شدہ نہیں تو پھر اسے سو کوڑے لگا کر ایک برس کے لیے جلاوطن کیا جائیگا.

اور بعض علماء کرام تو اس پر یہ بھی واجب کرتے ہیں کہ وہ عورت کو مہر بھی ادا کرے.

امام مالك رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ہمارے ہاں تو عزت لوٹنے والے شخص کے بارہ میں حکم یہ ہے اگر عورت آزاد ہے تو پھر وہ مہر مثل دےگا، چاہے عورت کنواری ہو یا شادی شدہ، اور اگر وہ لونڈی ہے تو اس کی جتنی قیمت کم ہوئی وہ ادا کرنا ہو گی، اور عزت لوٹنے والے پر ہی حد جاری ہوگی، اور اس سارے مسئلہ میں جس عورت کی عزت لوٹی گئی اس کو کوئی سزا نہیں " انتہی.

دیکھیں: الموطا (2 / 734).

شیخ سلیمان الباجی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

جس عورت پر زبردستی کی گئی ہو اگر تو وہ آزاد ہے تو جس نے اس کی عزت لوٹی اسے اس کا مہر مثل ادا کرنا ہوگا، اور عزت لوٹنے والے پر حد لگائی جائیگی، امام شافعی رحمہ اللہ کو قول اور لیث رحمہ اللہ یہی مسلك ہے، اور علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی سے مروی ہے.

اور امام ابو حنیفہ اور امام ثوری رحمہما اللہ کہتے ہیں: اس پر حد جاری ہو گی، لیکن مہر نہیں ہے.

ہمارے قول کی دلیل یہ ہے کہ:

حد اور مہر یہ دونوں حق ہیں، ایك حق تو اللہ تعالی ہے، اور دوسرا حق مخلوق کا ہے، تو اس طرح جائز یہ ہوا کہ یہ دونوں جمع ہوں، جس طرح کہ چوری میں ہاتھ کاٹنا اور چوری کا سامان واپس کرنا ہوتا ہے. انتہی.

دیکھیں: المنتقی شرح الموطا (5 / 268 - 269).

اور ابن عبدالبر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اور علماء کرام اس پر متفق ہیں کہ دست درازی کر کے عزت لوٹنے والے شخص پر حد جاری ہوگی اگر اس پر حد واجب ہونے کی گواہی مل جائے، یا وہ خود اقبال جرم کر لے، اور اگر ایسا نہ ہو تو اس کو سزا دی جائیگی، (یعنی جب چار گواہ نہ ہونے، اور اقبال جرم نہ ہونے کی وجہ سے اس پر حد ثابت نہ ہوتی ہو، تو حکمران اور قاضی اسے اتنی سزا ضرور دیگا جس سے اس طرح کے جرم کا سد باب ہو اور آئندہ کوئی اور نہ کرے) اور اگر یہ صحیح طور پر ثابت ہو جائے کہ عورت کی عزت زبردستی لوٹی گئی ہے، اور اس کی چیخ و پکار اور مدد طلب کرنے کے باوجود مرد اس پر غالب آ گیا تھا تو عورت پر سزا نہیں ہو گی " انتہی.

دیکھیں: الاستنکار (7 / 146).

سوم:

اور زبردستی عزت لوٹنے والے شخص کو زنا کی حد کا لگانا اس وقت ہے جب اس نے اسلحہ کے زور پر عزت نہ لوٹی ہو، لیکن اگر اس نے اسلحہ کے زور پر عورت کی عزت لوٹی تو پھر وہ محارب شمار ہوگا، اور اس پر درج ذیل آیت میں مذکور حد لگائی جائیگی:

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

نہیں سوائے اس بات کے کہ جو لوگ اللہ تعالی اور اس کے رسول کے خلاف جنگ کرتے ہیں، اور زمین میں فساد مچانے کی کوشش کرتے ہیں انہیں یا تو قتل کر دیا جائے، یا پھر انہیں سولی پر چڑھا دیا جائے، یا پھر ان کے الٹ ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے جائیں، یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے، یہ ان کے لیے دنیا میں ذلت ہے، اور انہیں آخرت میں بہت زیادہ عذاب ہو گا المآئدۃ (33).

چنانچہ حکمران اور قاضی اس آیت میں مذکور ان چار سزاؤں میں سے جسے مناسب سمجھے اور جس میں مصلحت ہو جس کی بنا پر معاشرے میں امن و سلامتی پھیل سکتی ہو، اور ظالموں اور فسادیوں کو ان کے جرائم سے روک سکتی ہو اختیار کر سکتا ہے.

مزید تفصیل کے لیے آپ (41682) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم .